ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ﴿۲﴾
(المائدہ: 2)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! عہدوں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال قرار دیئے گئے۔ سوائے اس کے جو تم پر پڑھا جاتا ہے۔ مگر شکار کو حلال قرار دینے والے نہ ہو جانا جبکہ تم اِحرام کی حالت میں ہو۔ یقیناً اللہ وہی فیصلہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

سوموار 16 دسمبر 2019ء 18 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری جلد نمبر: 1 شمارہ: 3

غزوہ تبوک کے حالات، اس میں شامل نہ ہونے والے اور پیچھے رہ جانے والوں کا مزید تذکرہ

غزوہ بدر میں شامل آنحضرتؐ کے صحابی حضرت عتبہؓ بن غزوان کی سیرت و سوانح

روزنامہ الفضل کے لندن کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء کا اعلان اور نئی ویب سائٹ کا تعارف

احباب جماعت کو روزنامہ الفضل سے استفادہ کرنے اور اس کے لئے قلمی معاونت کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بہو مکرمہ سیدہ تنویر السلام اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد اور سسٹر حاجہ شکورہ نوریہ امریکہ کی وفات پر ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ فرمودہ 13 دسمبر 2019ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13 دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا: گزشتہ خطبہ میں میں حضرت ہلالؓ بن امیہ کا ذکر کر رہا تھا اور اس ذکر میں غزوہ تبوک کا بھی ذکر آ گیا۔ حضرت ہلالؓ ان تین پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھے جو اس غزوہ میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے غزوے سے واپسی پر ان لوگوں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کچھ سزا دی جس پر یہ تینوں بڑے بے چین تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے استغفار اور توبہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان تین صحابہؓ کی گریہ و زاری جن میں حضرت ہلالؓ بھی شامل تھے اللہ تعالیٰ کے حضور قبول ہوئی اور ان کی معافی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی جس میں یہ بھی ذکر تھا کہ بعض اور لوگ جن کے دلوں میں نفاق تھا اس میں شامل نہیں ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جھوٹے عذر پیش کئے۔ آپؐ نے ایسے منافقوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑا۔ وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہ جانے کو ترجیح دے رہے تھے ان میں ایک شخص جدّ بن قیس تھا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ تم رومیوں سے جنگ کے لئے ہمارے ساتھ نہیں چلو گے۔ اس نے یہ بہانہ بنایا کہ وہ عورتوں کی وجہ سے فتنہ میں پڑ سکتا ہے، عورتیں ہیں گھریلو ذمہ داریاں ہیں، بعض مسائل ہیں اس لئے اسے آزمائش میں نہ ڈالا جائے چنانچہ آپؐ نے اس سے اعراض فرمایا اور اسے اجازت دے دی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ....(التوبہ: 50) مدینہ کے ایک یہودی کا نام سُعیلم تھا۔ اس یہودی کا گھر منافقوں کا گڑھ تھا۔ نبی کریم ﷺ کو خبر ملی کہ منافقین وہاں اکٹھے ہو رہے ہیں اور وہ لوگوں کو غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جانے سے روک رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمارؓ بن یاسر کو تحقیق کے لئے وہاں بھجوایا تو وہ لوگ آپؐ کی خدمت میں آکر معذرتیں کرنے لگے ان کی اس حالت کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ..........(التوبہ: 65) تبوک سے واپسی کے سفر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جلدی جا رہا ہوں پس تم میں سے جو چاہے میرے ساتھ جلدی چلے اور جو چاہے ٹھہر جائے یعنی آرام سے آتا رہے پیچھے۔ آنحضرت ﷺ کے استقبال کے لئے مدینہ کے لوگ کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے مدینہ سے باہر ثنیۃ الوداع کے مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق وہاں مدینہ کے بچوں نے آپؐ کا استقبال کیا اور لڑکیاں یہ گا رہی تھیں کہ ”طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ“ آنحضرت ﷺ کی سنت تھی کہ جب کسی سفر سے مدینہ واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں پہنچ کر دو رکعت نماز ادا کرتے چنانچہ جب آپؐ تبوک سے واپس تشریف لائے تو مدینہ میں چاشت کے وقت داخل ہوئے اور پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپؐ لوگوں کے لئے مسجد میں تشریف فرما ہوئے اس کے بعد وہیں بیٹھ گئے اور اس وقت وہ لوگ بھی آپؐ سے ملنے کے لئے آئے جو عمداً پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کے جو پیچھے رہنے والے تھے وہ آپؐ کے سامنے اپنا کوئی نہ کوئی عذر پیش کرتے ایسے لوگوں کی تعداد 80 کے قریب تھی آپؐ یہ جانتے تھے کہ یہ غلط عذر کر رہے ہیں، اس کے باوجود ان کے ظاہری بیانات کو قبول فرماتے اور ان سے درگزر فرماتے رہے اور ان کی بیعت بھی لیتے رہے اور ان کے لئے استغفار بھی کرتے رہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت ہلالؓ بن امیہ، حضرت مرارةؓ بن ربیع اور حضرت کعبؓ بن مالک نے کوئی جھوٹا عذر نہیں کیا اور اس کی وجہ سے کچھ عرصہ آنحضرت ﷺ کی ناراضگی کو برداشت کیا بڑے روتے رہے گڑگڑاتے رہے، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی توبہ قبول کرنے کا اعلان بھی فرما دیا۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرے صحابیؓ جن کا ذکر ہو گا وہ حضرت مرارةؓ بن ربیع عمری ہیں۔ ان کے والد کا نام ربیع بن عدی تھا۔ ان کا نام ربیع اور ربیعہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس کے خاندان بنو عمرو بن عوف سے تھا جبکہ ایک روایت کے مطابق ان کا تعلق بنو عمرو بن عوف کے اتحادی قبیلہ قضاعہ سے تھا۔ حضرت مرارةؓ کو غزوہ بدر میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ان تین انصار صحابہؓ میں سے تھے جو غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکے تھے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت بھی نازل فرمائی تھی کہ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا........ جیسا کہ پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ یہ تینوں پیچھے رہ جانے والے صحابہؓ حضرت کعبؓ بن مالک، حضرت مرارةؓ بن ربیع اور حضرت ہلالؓ بن امیہ تھے اور یہ تینوں انصار سے تھے۔ اس حوالے سے حضرت مرارةؓ کا علیحدہ کوئی بیان نہیں ہے۔ حضرت کعبؓ بن مالک کا ہی تفصیلی بیان ہے جو حضرت ہلالؓ بن امیہ کے تعلق میں گزشتہ خطبہ میں بیان کر چکا ہوں اس لئے دوبارہ یہاں بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلے صحابیؓ جن کا ذکر ہے ان کا نام حضرت عتبہؓ بن غزوان ہے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو غزوان تھی۔ حضرت عتبہؓ قبیلہ بنو نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ ان کے والد کا نام غزوان بن جابر تھا۔ حضرت عتبہؓ نے اردة بنت حارث سے شادی کی تھی۔ حضرت عتبہؓ خود بیان کرتے ہیں کہ میں ان افراد میں سے ساتواں تھا جو سب سے پہلے اسلام قبول کر کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہوئے تھے۔ حضرت عتبہؓ نے جب حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اس وقت ان کی عمر 40 سال تھی۔ جب وہ حبشہ سے مکہ واپس آئے جبکہ آنحضرت ﷺ ابھی مکہ میں ہی مقیم تھے، حضرت عتبہؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مقیم رہے یہاں تک کہ باقی صفحہ 9 پر

اداریہ

اس زمانہ میں روحانی مائدہ کا نزول

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی قرآن کریم کی 114 سورتوں میں سے ایک سورۃ ''المائدہ'' کے نام سے بھی ہے۔ جس کے معنی نوع الاقسام کے کھانوں سے چنے ہوئے دسترخوان کے ہیں۔ اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناسبت سے 2 بار ''مائدہ'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے رب سے نعمتوں کا دسترخوان اُتارے جانے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ جس پر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنے رب سے ان الفاظ میں ''مائدہ'' اُتارنے کی دعا کی ۔

قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اللّٰہُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ وَ ارۡزُقۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ (المائدہ :115)

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم نے کہا۔اے اللہ! ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (نعمتوں کا)دستر خوان اُتار جو ہمارے اوّلین اور ہمارے آخرین کے لئے عید بن جائے اور تیری طرف سے ایک عظیم نشان کے طور پر ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کو سنا اور اتنا ''مائدہ'' ان کے حواریوں پر اُتارا کہ اوّل اور آخر کے لئے خوشی کا پیغام لے کر آیا اور رزق بھی وافر رنگ میں دیا۔ آج حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود ''مثیل عیسیٰ'' کے طور پر ظہور پذیر ہوچکے ہیں۔ مثیل عیسیٰ کے طور پر اس دعا کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپ کے خلفاء، بزرگوں اور احباب جماعت نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں منت سماجت کے طور پر پڑھا اور بار بار پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو اجتماعی طور پر جماعت کے حق میں اور انفرادی طور پر ہر فرد جماعت کے حق میں سنا اور روحانی، علمی اور تربیتی و اصلاحی اعتبار سے ہم اپنے مخالفین سے کہیں بہتر ہیں۔ جس کا ہمارے مخالفین کو اعتراف بھی ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس شعر کی عکاسی کر رہا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

اور انفرادی طور پر بھی ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی بدولت علم ،روحانیت اور مالی لحاظ سے مالا مال کیا ہے۔ جو اپنی طاقت سے بڑھ کر اللہ اوراس کے رسولؐ کی خاطر قربانی کرتے ہیں ۔گویا کہ مائدہ سے وافر حصہ پایا ہے۔

سورۃالمائدہ میں جہاں دو جگہ ''مائدہ'' لفظ اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے وہاں مِنَ السَّمَآءِ کے الفاظ بھی ہر دو دفعہ استعمال فرمائے ہیں۔ گویا دُعا یہ مانگی گئی کہ ہم پر آسمان سے نعمتوں کا دسترخوان اُتار۔اس سے روحانی، علمی، اخلاقی، تربیتی و اصلاحی دسترخوان بھی مراد ہے۔ اسلامی دنیا میں سب سے پہلے جو خوانِ نعمت اُترا وہ قرآن کریم کی صورت میں ہے جو الہامی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے سیدنا وامامنا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر اُتارا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ احادیث قدسیہ کے رنگ میں مائدہ اُترتا رہا اور جب یہ انتشار روحانی عام ہوا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم پر بھی الہامات ہونے لگے جیسے اذان کا آغاز ہے۔جسے دو صحابہ کو ایک ہی رات میں الہاماً سکھایا گیا۔پھرایک جنگ میں یہ روحانی انتشار اس قدر ہوا کہ ایک الہام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کومدینہ میں خطبہ کے دوران ہوا جسے آپ نے بلند آواز سے پڑھا۔ وہی الہام سینکڑوں میل جنگ کے کمانڈر کو ہوا جو یہ تھا۔ یَا سَارِیَۃَ الۡجَبَلِ

(سلسلہ الاحادیث الصحیحۃ از محمد ناصر الدین جلد 3 صفحہ 101)

چونکہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اس لئے الہام کا سلسلہ امت مسلمہ پر جاری و ساری رہا اور آج کے زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وحی اور الہام کا سلسلہ جاری رہا اور اب بھی برگزیدہ خلفاء اور پاک و صاف دل بزرگوں پر بھی آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اور اس روحانی انتشار کو ہم روزانہ اپنی زندگیوں میں دیکھتے ہیں ۔

آخری زمانہ کی جو علامات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق نت نئی ایجادات کی علامات بھی ہیں۔ جن میں تمام فضائی حدود کو ٹاپتےہوئے آواز وتصویر دوسری جگہ پہنچے گی اور سیٹلائٹ کے ذریعے آسمان سے ہی روحانی مائدہ اُتراکرے گا۔جس کے لئے ڈش کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح دنیاوی مائدہ کے لئے ڈش استعمال ہوتی ہے اسی طرح روحانی مائدہ کے لئے بھی ڈش نما برتن ہے جس کے ذریعہ ہم روحانی لحاظ سے مالا مال ہوتے ہیں اور خلیفۃ المسیح کے خطبات،خطابات، دروس،کلاسز بطور روحانی مائدہ اترتی ہیں اور ہم اس سے محظوظ ہوتے ہیں۔

خطبات کے علاوہ ڈش کے ذریعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ،کتب خلفائے احمدیت و کتب تفاسیروعلمائے سلسلہ بطور مائدہ آسمان سے نازل ہوتی ہیں۔پھر دنیابھر میں جماعتی اخبار، اور آرگن و جرائد بھی اب آسمان سے زمین پر بطور علمی و روحانی مائدہ نازل ہوتے ہیں اور ہم اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان میں کوئی web کی صورت میں اور کوئی pdf کی صورت میں نازل ہوتا ہے۔جماعت احمدیہ کی تاریخ میں daily bases پرجاری اخباروزنامہ ''گلدستہ علم وادب'' لندن کے بعد اب روزنامہ الفضل لندن آن لائن ایڈیشن مائدہ کی صورت میں آسمان سے نازل ہو رہا ہے ۔ جسے اس ویب پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس مائدہ سے نہ صرف خود فائدہ اٹھائیں بلکہ اپنی اولاد اور نسلوں کو بھی اس طرف راغب کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخی موقع پر اس روزنامہ ''الفضل'' لندن آن لائن ایڈیشن کی اسکیم کے حوالے سے اپنے تاریخ ساز پیغام میں یوں تحریر فرمایا ہے۔

''یہ جماعت کا اہم اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو گا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہو گا۔ پس یہ اخبار انشاء اللہ بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہو گا۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مختلف مواقع پر احباب جماعت کو الفضل کے مطالعہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پُرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے تھےکوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔''

****

ہوا ہے الفضل پھر سے جاری

رحیم و رحماں کا ہے یہ احساں جلال دیکھو جمال دیکھو
ہوا ہے الفضل پھر سے جاری خوشی سے سب ہیں نہال دیکھو

بچھڑ گئے تھے ہم اور الفضل ہوا ہے پھر سے وصال دیکھو
انوکھی سج دھج نکھار دیکھو اب اس کا حسن و جمال دیکھو

وہ چھ دسمبر تھا بیس سو سولہ اس پہ بندش لگی تھی بھاری
جو نہر عرفاں بند کی تھی اب اس کا پھر سے اچھال دیکھو

بہت تھیں پھیکی سی میری صبحیں نظر نہ آتا تھا جب یہ پرچہ
میں اس کی بندش سے مضطرب تھی بہت تھا حزن و ملال دیکھو

چھڑا دیئے ہیں فضول دنیا کے جھوٹے اخبار اور رسالے
ہر ایک دل میں ہے اس کی چاہت یہی ہے اس کا کمال دیکھو

یہ دور کہف و رقیم جیسا ہمیں فلک پر اڑا رہا ہے
جہاں میں ہرگز نہیں ملے گی کوئی بھی ایسی مثال دیکھو

ہمارا مولا بہت توانا قدیر و قادر ہے مقتدر ہے
ہمیں بچاتا ہے دشمنوں سے بنا ہوا ہے وہ ڈھال دیکھو

شرارے شر کے پڑے پلٹ کر انہی پہ جو ہیں ہمارے بد خواہ
نہیں مناسب تکبر اتنا اب اس کا قہر و جلال دیکھو

ہوئے ہیں ظلمت کے ایسے رسیا کہ آنکھیں اپنی ہی پھوڑ لی ہیں
خود اپنی پستی سے بے خبر ہیں ہوا ہے کیسا زوال دیکھو

دلوں کے ایماں پہ فیصلے اب ہوا کریں گے زمیں پہ ہی
خدا کے بندے بنے ہیں یہ ان کی جرات مجال دیکھو

وطن سے لگتا ہے خط ہے آیا مرے پیاروں کی خیر لے کر
بہت مبارک ہو اس کی آمد ہوئے ہیں سب ہی نہال دیکھو

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

خطبہ جمعہ

اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابی، رسولِ کریم ﷺ کے تیر انداز حضرت مقداد بن اسودؓ کی سیرتِ مبارکہ کا بیان

ان کا قد لمبا اور رنگ گندمی تھا،وہ اپنی داڑھی کوزرد رنگ لگایا کرتے تھے جو خوبصورت تھی،نہ بڑی تھی اور نہ چھوٹی تھی،آنکھیں سیاہ تھیں

غزوۂ بدر میں اللہ کی راہ میں قتال کرنے والے پہلے گھڑ سوار ہونے کا شرف آپؓ کو حاصل ہوا،آپ کے گھوڑے کا نام سبحہ تھا

آنحضرت ﷺ سے حضرت مقدادؓ نے عرض کیا:یارسول اللہ!''ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی''

خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22نومبر2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن یو کے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝۱ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۝۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ۝۷

بدری صحابہ کے ذکر میں آج میں حضرت مقداد بن اسود یا مقداد بن عمروؓ کا ذکر کروں گا۔ ان کا اصل نام مقداد بن عمروؓ ہے حضرت مقداد کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ تھا جو بنی بَھرَاء سے تھے۔البتہ حضرت مقداد کو اسود بن یغوث کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اس نے انہیں بچپن میں اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا ۔ اس لیے مقداد بن اسودؓ کے نام سے معروف ہو گئے۔

(سنن الترمذی کتاب الزھد باب مَاجَاءَ فِیْ کَرَاھِیَۃِ الْمِدْحَۃِ وَالْمَدَّاحِیْنَ حدیث 2393)

(ابن ہشام صفحہ 151 باب ذکر ھجرۃ الاولیٰ الی ارض الحبشۃ مطبوعہ دار ابن حزم 2009ء)

حضرت مقداد کے والد عمرو بن ثعلبہ قبیلہ بَھرَاءسے تعلق رکھتے تھے جو یمن کے علاقے میں قُضَاعَہ کا ایک قبیلہ تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کے والد عمرو کے ہاتھوں کسی کا قتل ہو گیا جس وجہ سے وہ بھاگ کر حَضرِموت، جو سمندر کے کنارے عدن کے شرقی جانب یمن میں ایک علاقہ ہے وہاں چلے گئے اور وہاں کِندَہ قبیلے کے حلیف بن گئے جس بنا پر کِندِی کہلائے جانے لگے۔ وہاں ایک خاتون سے عمرو نے شادی کر لی جس سے حضرت مقدادؓ پیدا ہوئے۔ جب مقدادؓ بڑے ہوئے تو ان کا ابو شِمَر بن حَجَر کِندِی سے جھگڑا ہو گیا۔ انہوں نے شِمَر کی ٹانگ تلوار سے کاٹ دی اور پھر مکہ بھاگ آئے اور اَسْوَد بن عَبدِ یَغُوث کے حلیف بن گئے۔ مقدادؓ نے اپنے والد کو خط لکھا تو وہ بھی پھر مکہ آ گئے۔ اسود نے مقداد کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا جس وجہ سے ان کو مقداد بن اسود بھی کہا جانے لگا اور عموماً اسی نام سے مشہور ہو گئے لیکن جب آیت اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ (الاحزاب: 6) یعنی ان کو، بچوں کو، لے پالکوں کو بھی ان کے باپوں کے نام سے پکارو تو انہیں مقداد بن عمرو کہا جانے لگا لیکن شہرت مقداد بن اسود کے نام سے تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ کہ لے پالکوں کو بھی اور جو کسی کے ساتھ منسوب ہیں، اصل نسب جو ہے وہ باپ کا ہے اس لیے باپ سے پکارا جانا چاہیے۔ حضرت مقدادؓ کی کنیت ابو مَعْبَد کے علاوہ ابو اسود، ابو عمر اور ابو سعید بھی بیان کی جاتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت مقدادؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ حضرت مقدادؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں تو پھر اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰنؓ غصّے میں آ گئے اور انہیں ڈانٹ دیا۔ حضرت مقدادؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری شادی کرواتا ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی ضباعۃ سے ان کی شادی کروا دی۔

(شرح الزرقانی جلد 5 صفحہ 213 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت1996ء)(معجم البلدان جلد 2 صفحہ311 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)(ابن ہشام صفحہ 151 باب ذکر ھجرۃ الاولیٰ الی ارض الحبشۃ مطبوعہ دار ابن حزم 2009ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 85 مقداد بن عمرو داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 160 المقداد بن الاسود دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2005ء)

حضرت ضُبَاعَۃ حضرت زُبیرؓ اور عاتِکہ بنت ابی وھب کی بیٹی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی حضرت مقداد سے جب کروائی تو ان کے ہاں اولاد ہوئی۔ ان کے دو بچے پیدا ہوئے کریمہ اور عبداللہ۔ عبداللہ جنگِ جمل میں حضرت عائشہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضباعۃ کو خیبر میں سے چالیس وسق کھجوریں عطا کی تھیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 8 فی النساء ذکر بنات عمومۃ رسول اللہ صفحہ 38 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء)

اور یہ تقریباً ڈیڑھ سو من یا کہہ لیں کہ چھ ہزار کلو کے قریب بنتا ہے۔

(لغات الحدیث جلدچہارم صفحہ487 ''وسق''۔لغات الحدیث جلد دوم صفحہ 648 ''صاع'')

حضرت مقدادؓ کے ایک بیٹے کا نام مَعْبَد بھی تھا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 207 معبد بن مقداد، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2005ء)

حضرت مقداد کی بیٹی کریمہ آپؓ کا حلیہ بیان کرتی ہیں کہ ان کا قد لمبا اور رنگ گندمی تھا۔ پیٹ بڑا اور سر میں کثرت سے بال تھے۔ وہ اپنی داڑھی کو زرد رنگ لگایا کرتے تھے جو خوب صورت تھی۔ نہ بڑی تھی اور نہ چھوٹی تھی۔ آنکھیں سیاہ تھیں اور ابرو باریک اور لمبے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 87داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)

حضرت مقدادؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مقدادؓ ان سات صحابہ میں سے تھے جنہوں نے مکے میں اپنے اسلام کا سب سے پہلے اظہار کیا تھا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 5 صفحہ 243دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2008ء)

اس کی تفصیل پہلے میں حضرت عمار بن یاسرؓ کے ضمن میں بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مقدادؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت کے بارے میں آتا ہے کہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں

میں حضرت مقدادؓ بھی شامل تھے۔ کچھ عرصے بعد مکہ واپس آ گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت مقدادؓ ہجرت نہ کر سکے۔ پھر وہ مکّے میں اس وقت تک رہے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُبَیدَہ بن حارثؓ کی سرکردگی میں ایک سریہ بھیجا۔ حضرت مقدادؓ اور حضرت عُتْبہ بن غَزْوَانؓ عکرمہ بن ابو جہل کی کمان میں اس غرض سے لشکر میں شامل ہوئے تھے کہ وہ دونوں موقع پا کر مسلمانوں سے جا ملیں گے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 5 صفحہ 242دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2008ء)

اس کی تفصیل بھی میں پہلے بیان کر چکا ہوں ۔ تھوڑی سی مختصر جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھی ہے وہ کچھ بیان کر دیتا ہوں۔ وہ اس طرح ہے کہ

’’غزوۂ وَدَّان سے واپس آنے پر ماہ ربیع الاول کے شروع میں آپؐ نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار عُبَیدَۃ بِن الحَارِث مُطَّلِبی کی امارت میں ساٹھ شتر سوار مہاجرین کاایک دستہ روانہ فرمایا۔ اس مہم کی غرض بھی قریش مکہ کے حملوں کی پیش بندی تھی۔‘‘’’ان کو روکنا تھا ‘‘چنانچہ جب عُبَیدَۃ بن الحارث اوران کے ساتھی کچھ مسافت طے کرکے ثَنِیَّۃُ المُرَّۃ کے پاس پہنچے توناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ قریش کے دوسو مسلح نوجوان عکرمہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہوئے اورایک دوسرے کے مقابلے میں کچھ تیراندازی بھی ہوئی لیکن پھر مشرکین کاگروہ یہ خوف کھا کر کہ مسلمانوں کے پیچھے کچھ کمک مخفی ہوگی۔‘‘ کچھ کمک چھپی ہوئی ہو گی ’’ان کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ گیا اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہیں کیا۔البتہ مشرکین کے لشکر میں سے دو شخص مِقْدَاد بن عَمْرو اور عُتْبہ بن غَزْوَان، عِکْرِمہ بن ابوجہل کی کمان سے خود بخود بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آملے اور لکھا ہے کہ وہ اسی غرض سے قریش کے ساتھ نکلے تھے کہ موقعہ پاکر مسلمانوں میں آملیں کیونکہ وہ دل سے مسلمان تھے مگر بوجہ اپنی کم زوری کے قریش سے ڈرتے ہوئے ہجرت نہیں کرسکتے تھے اور ممکن ہے کہ اسی واقعہ نے قریش کو بددل کر دیا ہو اور انہوں نے اسے بدفال سمجھ کر پیچھے ہٹ جانے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ تاریخ میں یہ مذکور نہیں ہے کہ قریش کا یہ لشکر جویقیناً کوئی تجارتی قافلہ نہیں تھا اور جس کے متعلق ابن اسحاق نے جَمْعٌ عَظِیْمٌ (یعنی ایک بڑا لشکر) کے الفاظ استعمال کیے ہیں کسی خاص ارادہ سے اس طرف آیا تھا لیکن یہ یقینی ہے کہ ان کی نیت بخیر نہیں تھی اور یہ خدا کا فضل تھا کہ مسلمانوں کو چوکس پا کر اور اپنے آدمیوں میں سے بعض کو مسلمانوں کی طرف جاتا دیکھ کر ان کو ہمت نہیں ہوئی اوروہ واپس لوٹ گئے اورصحابہ کواس مہم کایہ عملی فائدہ ہوگیاکہ دو مسلمان روحیں قریش کے ظلم سے نجات پا گئیں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 328-329)

مدینہ ہجرت کے وقت حضرت مقداد بن اسودؓ حضرت کلثوم بن ہِدمؓ کے گھر ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقدادؓ اور حضرت جَبَّار بِن صَخْرؓ کے مابین مؤاخات قائم کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقدادؓ کو بنو حُدَیلہ، انصار کے قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے ان کے محلے میں رہائش کے لیے جگہ عطا فرمائی تھی۔ حضرت اُبَیّ بن کَعْبؓ نے انہیں اس محلے میں رہنے کی دعوت دی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 86 داراحیاء التراث بیروت لبنان 1996ء)

حدیثوں میں رات کو بکری کا دودھ پینے کا جو ایک واقعہ بیان ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تین شخص جو دودھ رکھتے تھے اس کا تعلق حضرت مقدادؓ سے ہی ہے۔وہ دودھ بھی ایک صحابی پی گئے۔

حضرت مقدادؓ یہ روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ ہجرت کر کے آئے اور ہمارے کان اور آنکھیں مشقت کی وجہ سے متاثر ہو گئی تھیں۔ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر پیش کرنے لگے کہ کسی کے ساتھ ٹھہر جائیں مگر کسی نے ہمیں قبول نہ کیا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے تو وہاں تین بکریاں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا دودھ ہم سب کے لیے دوہ لیا کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم دودھ دوہتے اور ہم میں سے ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپؐ کا حصہ رکھ دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ رات آپؐ تشریف لاتے اور اتنی آواز میں السلام علیکم کہتے کہ سونے والا بیدار نہ ہو اور جو جاگ رہا ہو وہ سن لے۔ کہتے ہیں کہ پھر آپؐ مسجد تشریف لے جاتے اور نماز پڑھتے۔ پھر اپنے حصے کا دودھ لیتے اور نوش فرماتے۔ کہتے ہیں کہ ایک رات میرے پاس شیطان آیا جبکہ میں اپنا حصہ پی چکا تھا یعنی شیطانی خیال میرے دل میں آیا۔ اس نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس جاتے ہیں ا ور انصار آپؐ کو تحفہ پیش کرتے ہیں۔ آپؐ کو اس گھونٹ کی یعنی تھوڑے سے دودھ کی جو آپؐ کے حصے کا رکھا ہوا تھا کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں میں نے وہ حصہ جوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھا ہوا تھا وہ لے کر پی لیا۔ جب وہ میرے پیٹ میں چلا گیا، عربوں کا بیان کرنے کا اپنا ایک طریقہ ہے۔ کہتے ہیں میرے پیٹ میں چلا گیا، میں جان گیا کہ اب اس کے حصول کی کوئی راہ نہیں۔ بس یہ اب واپس نہیں آ سکتا تو کہتے ہیں کہ شیطان نے مجھے نادم کیا اور کہا کہ تیرا برا ہو یہ تو نے کیا کیا! تو نے محمدؐ کے حصے کا دودھ پی لیا ہے۔ وہ تشریف لائیں گے اور اسے نہ پائیں گے تو وہ تیرے خلاف دعا کریں گے اور تُو ہلاک ہو جائے گا اور تیری دنیا و آخرت تباہ ہو جائے گی۔ شیطان نے ندامت کیوں کی؟ حضرت مقدادؓ نے یہ فقرہ کیوں بولا؟ اس لیے کہ شیطان نے یہ وسوسہ آپ کے دل میں ڈالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے بددعا کریں گے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس چھوٹی سی بات پر انہوں نے کیوں دعا کرنی تھی۔ تو یہ خیال بھی شیطانی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے بددعا کریں گے۔ بہرحال کہتے ہیں یہ خیال میرے دل میں آیا کہ دعا کریں گے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور دنیا و آخرت تباہ ہو جائے گی۔ کہتے ہیں کہ میرے اوپر ایک چادر تھی جب میں اسے اپنے پاؤں پر ڈالتا تو میرا سر باہر رہ جاتا اور جب سر پر ڈالتا تو میرے پاؤں باہر نکل جاتے اور مجھے نیند نہ آتی تھی۔ میرے دونوں ساتھی تو سو گئے تھے۔ انہوں نے وہ نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا یعنی وہ دودھ پی لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے السلام علیکم کہا جیسے کہا کرتے تھے۔ پھر مسجد گئے اور نماز پڑھی یعنی نفل پڑھے۔ پھر اپنے مشروب کی طرف آئے۔ دودھ کا جو گلاس رکھا ہوا تھا اس کی طرف آئے۔ اس کا ڈھکنا اٹھایا تو اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ کہتے ہیں میں جاگ رہا تھا۔ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اب آپ میرے خلاف دعا کریں گے۔ یعنی مجھے بددعا دیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِیْ، وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِیْ۔ یعنی اے اللہ! جو مجھے کھلائے اس کو تُو کھلا اور جو مجھے پلائے تُو اس کو پلا۔ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنی چادر لی۔ اپنے اوپر مضبوطی سے اسے باندھا۔ جاگ تو میں رہا تھا اور چھری لے کر باہر گیا کہ یہ جو باہر بکریاں کھڑی ہیں ان میں سے جو سب سے اچھی، موٹی، صحت مند بکری ہے اس کی طرف چل پڑا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کروں۔ کہتے ہیں جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں بلکہ ان سب کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے یعنی ساری بکریوں کے۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کا ایک برتن لایا۔ ان کو خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ اس میں دودھ دوہ کر اس کو بھریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس میں دودھ دوہایہاں تک کہ اس کے اوپر تک جھاگ آ گئی، برتن پورا بھر گیا ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایاکیا تم لوگوں نے آج رات اپنے حصے کا دودھ پی لیا تھا؟ وہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ نہ پوچھیں آپؐ۔ آپؐ یہ دودھ پیئیں۔ آپؐ نے پیا پھر مجھے دے دیا ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اَور پیئیں۔ آپؐ نے پھر پیا۔ پھر مجھے دے دیا۔ جب مجھے محسوس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیر ہو گئے ہیں، آپؐ کا پیٹ بھر گیا ہے۔ جتنی آپؐ کی خوراک تھی اتنا دودھ آپؐ نے پی لیا ہے اور

یہ بھی مجھے خیال آیا کہ میں نے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی لے لی ہے ۔ یہی دعا کی تھی ناں کہ اللہ جو مجھے پلائے اس کو پلا اور جو مجھے کھلائے اس کو کھلا۔ کہتے ہیں اب دودھ بھی پلا دیا تھا اور میں نے دعا بھی لے لی تو میں ہنس پڑا اور میں اتنا ہنسا کہ بے اختیار زمین پر جا رہا۔یعنی یہاں تک کہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپؐ نے مجھے ہنستے دیکھا تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مقداد! تیری کوئی شرارت ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے لگتا ہے تم نے کوئی شرارت کی ہے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ساتھ یوں ہوا ہے، اور میں نے یہ کیا تھا سارا قصہ سنا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے۔ یہ بات تو نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی تا کہ ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو جگا لیتے وہ بھی اس سے پیتے۔ رحمت سے حصہ پاتے۔ کہتے ہیں میں نے کہا اس کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے جب آپؐ نے وہ رحمت پا لی اور آپؐ کے ساتھ میں نے بھی وہ رحمت پا لی تو اب مجھے کوئی پروا نہیں کہ لوگوں میں سے کون اسے حاصل کرتا ہے۔ مجھے تو اپنی فکر تھی کیونکہ میں نے ہی وہ جرم کیا تھا ۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ حدیث (2055))

حضرت مقدادؓ نے غزواتِ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی تھی۔ حضرت مقداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر اندازوں میں سے بیان کیے جاتے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 86 داراحیاء التراث بیروت لبنان 1996ء)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر میں نے مقداد بن اسودؓ کی بات کا ایک ایسا منظر دیکھا کہ اگر مجھ کو حاصل ہو جاتا تو مجھے وہ ان تمام نیکیوں سے عزیز تر ہوتا جو ثواب میں اس ایک منظر کے برابر ہو۔ کہتے ہیں ہوا یوں کہ مقداد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپؐ مشرکوں کے خلاف دعا کر رہے تھے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ

فَاذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا۔ وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ،

یعنی جا تُو اور تیرا رب دونوں جا کر لڑو۔ نہیں بلکہ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے بائیں بھی اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ چمکنے لگا اور مقداد کی اس بات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دیا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم...... حدیث 3952)

سیرت خاتم النبیینؐ میں جنگ بدر کے حوالے سے اس کی کچھ تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ دشمن کی خبر پا کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ارادے جاننے کے لیے اور اگر وہ حملہ کرتے ہیں تو ان کے حملے کو روکنے کے لیے بدر کی طرف روانہ ہوئے تو رَوحاء کے قریب پہنچ کر آپؐ نے بَسبَس اور عدی نامی دو صحابیوں کو دشمن کی حرکات وسکنات کا علم حاصل کرنے کے لیے بدر کی طرف روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ وہ بہت جلد خبر لے کر واپس آئیں۔ روحاء سے آگے روانہ ہوکر جب مسلمان وادیٔ صَفْرا کے ایک پہلو سے گزرتے ہوئے ذَفران میں پہنچے ، یہ بھی ایک جگہ کا نام ہے جو بدر سے صرف ایک منزل ورے ہے تو اطلاع موصول ہوئی کہ قافلے کی حفاظت کے لیے قریش کاایک بڑا جرار لشکر مکہ سے آرہا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تمام صحابہ کو جمع کر کے انہیں اس خبر سے اطلاع دی اور پھر ان سے مشورہ پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ظاہری اسباب کاخیال کرتے ہوئے تو یہی بہتر ہے کہ قافلہ سے سامنا ہو۔ ہم دیکھیں کہ جو تجارتی قافلہ جا رہا ہے ان کی نیت کیا ہے یا وہ کیا چاہتے ہیں؟ کیونکہ وہ لشکر اگر جنگ کے لیے آ رہا ہے تو اس کے مقابلے کے لیے ہم ابھی پوری طرح تیار نہیں ہیں۔ مگر آپؐ نے اس رائے کوپسند نہیں فرمایا۔

مدینہ سے چلتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہؓ کو جو آپؐ کے ساتھ چلے تھے علم نہیں تھا کہ ہم جنگ کے لیے جا رہے ہیں کیونکہ جنگ کی بھی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ ان کو یہ تھا کہ ایک قافلہ ہے اس کو دیکھتے ہیں کہ ان کی نیت کیا ہے؟ اور پھر اگر انہوں نے کوئی حملہ کیا تو چھوٹا قافلہ ہو گا اس سے لڑ لیں گے لیکن لشکر کا اور باقاعدہ جنگ کا تو مدینہ سے نکلتے ہوئے صحابہؓ کو خیال بھی نہیں تھا لیکن بہرحال جب آپؐ نے پوچھا تو بعض نے کہا کہ لشکر کا مقابلہ تو ہم کر نہیں سکتے اس لیے ہمیں نہیں کرنا چاہیے۔ آپؐ نے اس رائے کو پسند نہیں فرمایا۔

دوسری طرف اکابر صحابہ نے یہ مشورہ سنا تواٹھ اٹھ کرجاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا کہ ہمارے جان ومال سب خدا کے ہیں۔ ہم ہر میدان میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ چنانچہ مقداد بن اسودؓ نے جن کا دوسرا نام مقداد بن عمروؓ بھی تھا جو اصل نام ہے ۔کہا یارسول اللہ! ہم موسیٰؑ کے اصحاب کی طرح نہیں ہیں کہ آپؐ کو یہ جواب دیں کہ جا تُو اورتیراخدا جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپؐ جہاں بھی چاہتے ہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپؐ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہوکر لڑیں گے۔ آپؐ نے یہ تقریر سنی تو آپؐ کاچہرہ مبارک خوشی سے تمتمانے لگامگر اس موقع پر بھی آپؐ انصار کے جواب کے منتظر تھے اورچاہتے تھے کہ وہ بھی کچھ بولیں کیونکہ آپؐ کویہ خیال تھا کہ شاید انصار یہ سمجھتے ہوں کہ بیعتِ عقبہ کے ماتحت ہمارا فرض صرف اس قدر ہے کہ اگرعین مدینہ پر کوئی حملہ ہو تو اس کا دفاع کریں۔ چنانچہ باوجود اس قسم کی جاں نثارانہ تقریروں کے جو مہاجر صحابہ نے کیں آپؐ یہی فرماتے گئے کہ اچھا پھر مجھے مشورہ دو کہ کیا کیا جاوے۔ سعد بن معاذؓ جو اوس قبیلے کے رئیس تھے انہوں نے آپؐ کے منشا کو سمجھا اورانصار کی طرف سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! شاید آپؐ ہماری رائے پوچھتے ہیں۔ خداکی قسم! جب ہم آپؐ کو سچا سمجھ کر آپؐ پر ایمان لے آئے ہیں تو ہم نے اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں دے دیا ہے توپھر اب آپؐ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اوراس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگرآپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں توہم کود جائیں گے اورہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اورآپؐ ان شاء اللہ ہم کو لڑائی میں صابر پائیں گے اورہم سے وہ بات دیکھیں گے جوآپؐ کی آنکھوں کوٹھنڈا کرے گی۔ آپ ﷺ نے یہ تقریر سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔

سِیْرُوْا وَابْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ وَعَدَنِیْ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ وَاللّٰہِ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ

یعنی توپھراللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور خوش ہوکیونکہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دوگروہوں یعنی لشکر یا قافلہ جو ہے ان میں سے کسی ایک گروہ پر وہ ہم کو ضرور غلبہ دے گا اورخدا کی قسم! میں گویا اس وقت وہ جگہیں دیکھ رہا ہوں جہاں دشمن کے آدمی قتل ہو ہو کر گریں گے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 354-355)

پھر حضرت مقدادؓ کے بارے میں ایک یہ بھی آتا ہے کہ غزوۂ بدر میں اللہ کی راہ میں قتال کرنے والے پہلے گھڑ سوار ہونے کا شرف آپؓ کو حاصل ہوا۔ ان کے گھوڑے کا نام سَبْحَہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے دو گھوڑوں کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ بدر کے دن ہمارے پاس دو گھوڑے تھے ایک حضرت زبیر بن عوامؓ کا تھا اور دوسرا حضرت مقداد بن اسودؓ کا۔ ابن ہشام کے مطابق غزوۂ بدر کے دن مسلمانوں کے پاس تین گھوڑے تھے۔ حضرت مَرْثَد بن ابو مرثدؓ کے پاس گھوڑا تھا جس کا نام سَبَل تھا۔ حضرت مقداد بن عمروؓ کے پاس گھوڑا تھا جس کا نام بَعْزَجَہ تھا یا سَبْحَہ تھا اور حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس گھوڑا تھا جس کا نام یَعْسُوب تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 86 داراحیاء التراث بیروت لبنان 1996ء)(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 3 صفحہ 39 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2002ء)(السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 452 اسماء خیل المسلمین یوم بدر، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2001ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مختلف تاریخوں سے سیرت خاتم النبیینؐ میں جو لکھا ہے اس کے مطابق غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے۔ بعض کتابوں میں جیسا

کہ میں نے کہا ہے تین کا ذکر ملتا ہے۔ بعض میں پانچ کا ذکر بھی ملتا ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 353)

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 260 باب غزوۃ بدر الکبریٰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 205 باب ذکر مغازیہ ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

بہرحال یہ گھوڑے دو تھے یا تین تھے یا پانچ تھے لیکن یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں کے جنگی سامان اور کافروں کے جنگی سامان میں کوئی نسبت ہی نہیں تھی اور کافروں کے سازو سامان کے مقابلے میں مسلمان نہتے ہی کہلا سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود دشمن کے مقابلے کے لیے جب کھڑے ہوئے تو جیسا کہ مہاجرین نے بھی اور انصار نے بھی آپؐ سے جو عہد کیا تھا اس کو پورا کر کے دکھایا۔

حضرت مقداد بن عمرو کندی قبیلہ بنو زُہرَہ کے حلیف تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! بتائیں اگر کفار میں سے کسی شخص سے میرا مقابلہ ہو جائے اور ہم دونوں لڑ پڑیں اور وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے اور پھر مجھ سے ایک درخت کی پناہ لے کر یہ کہے۔ پھر دوڑ جائے اور ایک درخت کے پیچھے چھپ جائے اور یہ کہے کہ میں اللہ کی خاطر مسلمان ہو گیا۔ یا رسول اللہ! کیا اب میں اسے مار ڈالوں جب کہ اس نے ایسی بات کہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے قتل نہ کرو۔ حضرت مقدادؓ نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے اور پھر اس کے بعد ایسا کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل نہ کروکیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ تمہارے اُس درجے پر ہو جائے گا جو تم کو اُس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا یعنی ایمان کا درجہ اور تم اس کے درجے پر ہو جاؤ گے جو اس کو اس کے کلمہ کے کہنے سے پہلے حاصل تھا یعنی کافر ہونے کی حالت میں جس کو اس نے کہا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب 12 حدیث 4019)

تو یہ قیاسی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی کہ اس طرح ہو کہ اس نے میرا ہاتھ بھی کاٹ دیا ہو پھر درخت کے پیچھے چھپ کے وہ کلمہ پڑھ لے اور اللہ کی خاطر کہے میں مسلمان ہو گیا ہوں تو کیا میں بدلہ لوں؟ آپؐ نے کہا نہیں۔ اگر لو گے تو وہ کافر مومن ہو گا اور تم ایمان کے باوجود اس کافر کی جگہ کھڑے ہو گے۔

یہ ہے کلمہ پڑھنے والے کا مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور آج کل کے علماء کہلانے والے اور اسلامی حکومتیں ان کے یہ عمل دیکھیں۔ کاش یہ خود دیکھیں کہ اس حدیث کے مطابق وہ کس مقام پر کھڑے ہیں۔ مومن کے مقام پر یا کافر کے مقام پر؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ قبیلہ بنو غفّار کے ایک چرواہے کی نگرانی میں مدینے سے باہر چر رہے تھے اور اس چرواہے کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ بنو فَزَارَہ کے عُیَیْنَہ بن حِصْن نے بنو غَطَفَان کے کچھ گھڑ سواروں کے ساتھ مل کر حملہ کیا اور چرواہے کو مار ڈالا اور اس کی بیوی اور اونٹوں کو ساتھ لے گئے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو سب سے پہلے ان لوگوں کا علم ہوا۔ ان کے ساتھ حضرت طَلْحَہ بن عُبید اللہ کا غلام گھوڑا لے کر نکلا۔ جب حضرت سلمہؓ ثَنِیَّۃُ الوَدَاع، اس وادی کے نام کے بارے میں مختلف رائے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ مدینے سے باہر وہ مقام تھا جہاں مکہ کی طرف جانے والے لوگوں کو وداع کیا جاتا تھا جبکہ دوسرے قول کے مطابق یہ ملک شام کی جانب مدینہ سے باہر ایک مقام ہےاور غزوۂ تبوک سے واپسی پر اہل مدینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں استقبال کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ سے بعض سرایا کو وداع فرمایا تھا۔ بہرحال یہ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے عُیَیْنَہ اور اس کے ساتھی کو دیکھ لیا اور مدینہ کے قریب سَلَع پہاڑی پر چڑھ کر مدد کے لیے پکارا جانے والا کلمہ بلند آواز سے کہا، لوگوں کو آواز دی اور کہا کہ یا صَبَاحَاہ! پھر حضرت سلمہؓ تیر برساتے ہوئے ان کے پیچھے دوڑ پڑے اور ان کے رخ موڑ دیے۔ حضرت سَلَمَہؓ کی مدد کی پکار سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں اعلان کروایا کہ دشمن کے مقابلے کے لیے نکلو تو فوراً گھڑ سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے شروع ہو گئے اور ان میں سب سے پہلے جو لبیک کہتے ہوئے آئے وہ حضرت مقدادؓ تھے۔

(شرح الزرقانی جلد 2 صفحہ 166تا 169 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جزء 3-4 صفحہ 174،175غزوہ ذی قرد ،دارالکتاب العربی بیروت لبنان 2008ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 63 باب غزوۃ رسول اللہؐ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکے پر چڑھائی کرنے کی تیاری فرمائی تو اس مہم کو بہت پوشیدہ رکھا گیا اور باوجود اس کے کہ صحابہ اس مہم کی تیاری کر رہے تھے لیکن یہ عام نہیں تھا کہ مکے کی طرف جانا ہے۔ اس موقعے پر ایک بدری صحابی حضرت حاطب بن بَلتَعہؓ نے اپنی سادگی اور نادانی میں مکہ سے آئی ہوئی ایک عورت کے ہاتھ ایک خفیہ خط مکہ روانہ کر دیا جس میں مکہ پر حملہ کرنے کی ساری تیاریوں کا ذکر کر دیا۔ وہ عورت خط لے کر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دے دی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو تین افراد کے ساتھ جن میں حضرت مقداد بھی شامل تھے اس عورت کا پیچھا کرنے اور وہ خط لینے کے لیے روانہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے،زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا اور فرمایا کہ رَوْضَۃ خَاخ جاؤ ۔ وہاں ایک شتر سوار عورت ہے۔ اس کے پاس ایک خط ہے۔ اس سے وہ لے لو۔ چنانچہ ہم چل پڑے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں لے کر سرپٹ دوڑے۔ ہم اس عورت کے پاس پہنچے تو ہم نے کہا کہ خط نکالو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا کہ تم ضرور خط نکالو گی یا تمہیں اپنے کپڑے اتارنے پڑیں گے۔ اس نے وہ اپنے بالوں کے جُوڑے سے نکالا تو ہم اس خط کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو ان صحابی نے کافروں کے نام لکھا تھا۔ لکھا تو اپنی معصومیت کی وجہ سے تھا لیکن بہرحال یہ معاملہ کیونکہ کچھ خفیہ تھا تو اس پر یہ سب کچھ راز فاش ہو جاتا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے خبر دی اور یہ خط واپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گیا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل اہل بدر رضی اللہ عنہم وقصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ حدیث (2494)

موسیٰ بن یعقوب اپنی پھوپھی سے اور وہ اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقدادؓ کو خیبر کی پیداوار میں سے پندرہ وسق جو سالانہ عطا فرمایا تھا جو اندازاً سوا چھپن من جو سالانہ بنتا ہے وہ ہم نے معاویہ بن ابو سفیان کے ہاتھ ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 86داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)

یہ سالانہ مستقل آمد تھی اور ہو سکتا ہے کہ چند سالوں کی پیداوار یا مستقل پیداوار فروخت کی ہو کیونکہ صرف چھپن من کی تو اتنی زیادہ قیمت نہیں ہو سکتی۔ جنگ یرموک میں بھی حضرت مقدادؓ نے شرکت کی تھی اور اس جنگ میں قاری حضرت مقداد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے بعد یہ سنت جاری فرمائی تھی کہ جنگ کے وقت سورۂ انفال کی تلاوت کی جاتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی لوگ اس بات پر عمل کرتے رہے۔

(تاریخ الطبری جلد 4 صفحہ 59 ثم دخلت سنۃ ثلاث عشرۃ/ خبرالیرموک، دارالفکر بیروت لبنان2002ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سَرِیہ بھیجا تھا اس پر حضرت مقدادؓ کو امیر بنایا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے ابو معبد! تُو نے امارت کے منصب کو کیسا پایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جب نکلا تو میری یہ حالت ہوئی کہ میں دوسرے لوگوں کو اپنا غلام تصور کر رہا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابومعبد! امارت اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ جسے اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ مقدادؓ نے عرض کیا کوئی

شک نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے! میں دو آدمیوں پر بھی نگران بنا پسند نہ کروں گا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 208-207 معبد بن مقداد، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2005ء)

مجھے یہ ایک تجربہ ہوا اور اس میں میں نے دیکھا کہ مجھے یوں لگا کہ سب میرے غلام ہیں تو میں اس کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مجھے تو یہ پسند ہی نہیں کہ کبھی کسی دو آدمیوں کا بھی نگران بنوں۔ یہ تقویٰ کا معیار تھا ان لوگوں کا کہ افسر بننے سے تکبّر پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں پسند نہیں کرتا کہ دو آدمی بھی میرے ماتحت ہوں۔ پس ہمارے سب افسروں کو بھی ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اول تو خواہش نہیں کرنی اور جب افسر بنایا جائے، عہدہ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ سے اس عہدے کے شر سے بچنے کی دعا بھی مانگنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کبھی تکبر پیدا نہ کرے اور اس کا فضل مانگنا چاہیے۔

حضرت مقدادؓ حمص کے محاصرے میں حضرت ابو عُبیدہ بن جَرّاحؓ کے ساتھ تھے۔

(تاریخ الطبری جلد 4 صفحہ 185 ثم دخلت سنۃ خمس عشرۃ/ ذکر فتح حمص، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت لبنان 2002ء)

حضرت مقدادؓ نے مصر کی فتح میں بھی حصہ لیا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 4 صفحہ 43 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2002ء)

20 ہجری میں جب مصر پر فوج کشی ہوئی اور حضرت عمرو بن عاصؓ امیر عسکر نے دربارِ خلافت سے مزید کمک طلب کی تو حضرت عمرؓ نے دس ہزار سپاہی اور چار افسر جن میں سے ایک حضرت مقدادؓ بھی تھے ان کی مدد کے لیے روانہ فرمائے اور لکھا کہ ان افسروں میں سے ہر ایک دشمن کے ایک ہزار سپاہیوں کے برابر ہے۔ چنانچہ درحقیقت اس کمک کے پہنچتے ہی جنگ کی حالت بدل گئی اور نہایت قلیل عرصے میں تمام سر زمین جو فرعون کی زمین تھی توحید کا ورثہ بن گئی۔

(سیر الصحابہ جلد دوم صفحہ 286 حضرت مقداد بن عمرو، دارالاشاعت کراچی 2004ء)

جُبَیر بن نُفَیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت مقداد بن اسودؓ ہمارے پاس کسی کام سے تشریف لائے تو ہم نے کہا ۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ آپ تشریف رکھیں یہاں تک کہ ہم آپ کا کام کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ قوم کی حالت پر تعجب آتا ہے۔ ابھی جب آئے تو کہا میں ان لوگوں کے پاس سے گزرا، کچھ لوگوں کے پاس گزرا تو وہ فتنے کی تمنا کر رہے تھے۔ وہ گمان کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور ویسے ہی آزمائے گا جیسے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابہ کو آزمایا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خوش بخت وہ ہے جو فتنوں سے بچایا گیا۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرائی اور آپ نے فرمایا کہ اگر ابتلا آ جائے تو پھر صبر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 20 صفحہ 253-252 جبیر بن نفیر عن المقداد بن الاسود، دار احیاء التراث العربی بیروت)

کہ فتنوں کی یعنی کسی آزمائش کی اور سختی کی دعا نہیں کرنی چاہیے، نہ خواہش کرنی چاہیے لیکن اگر ابتلا آ جائے، امتحان آ جائے تو پھر اس پہ صبر دکھانا چاہیے اور پھر ثابت قدمی دکھانی چاہیے نہ یہ کہ پھر بزدلی دکھائی جائے۔

حضرت مقداد کا جسم بھاری بھرکم تھا لیکن اس کے باوجود جہاد کے لیے نکلتے تھے۔ ایک دفعہ کسی سنار کے صندوق کے پاس بیٹھے تھے تو حضرت مقداد صندوق سے بھی بڑے نظر آ رہے تھے۔ کسی نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جہاد سے معذور فرمایا ہے۔ کافی جسیم ہیں اور جیسا کہ ان کی بیٹی نے بتایا ہے کہ پیٹ بڑا تھا۔ حضرت مقداد نے جواب دیا کہ مجھ پر سورہ بَحُوث۔ (بَحُوث سورہ توبہ کا بھی دوسرا نام ہے کیونکہ اس سورت میں منافقین اور ان کے رازوں کو کھولا گیا ہے۔) کہتے ہیں مجھے اس سورت نے لازم قرار دیا ہے کہ اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا (التوبۃ:41) کہ جہاد کے لیے نکلو خواہ ہلکے ہو یا بھاری ہو۔

(احکام القران لابن عربی جلد 2 صفحہ 444 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 87 داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خِفَافًا وَّثِقَالًا کی وضاحت یوں بیان فرمائی ہے کہ اس آیت میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کے لیے نکلیں اور کسی قسم کی مشکل ان کے رستے میں نہیں آنی چاہیے۔ خِفَافًا وَّثِقَالًا کے کئی معنی ہیں تم بوڑھے ہو یا جوان ہو فرد، افراد یا گروہوں میں سے ہو۔ پیدل ہو یا سوار ہو۔ تمہارے پاس ہتھیار کافی ہیں یا نہیں ہیں۔ خوراک کافی ہے یا نہیں ہے۔

(ماخوذ از دروس حضرت مصلح موعودؓ غیر مطبوعہ ، رجسٹر نمبر 36 صفحہ 1006)

حضرت مقدادؓ نے اس آیت سے کیونکہ کئی معنی ہیں اس کے جسم کا ہلکا ہونا اور بھاری ہونا مراد لے کر اپنے شوقِ جہاد کا بھی اظہار کیا۔

حضرت مقدادؓ کا پیٹ بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا ۔ان کا ایک رومی غلام تھا وہ ان سے کہنے لگا کہ میں آپ کے پیٹ کو کاٹ کر چربی نکال دوں گا (اس زمانے میں جو بھی آپریشن کا طریقہ تھا) اس سے وہ ہلکا ہو جائے گا۔ آج کل بھی لوگ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے حضرت مقدادؓ کا پیٹ چاک کیا اور چربی نکال کر دوبارہ سی دیا۔ لیکن اس وجہ سے حضرت مقدادؓ کی وفات ہو گئی۔ کوئی انفیکشن وغیرہ ہو گیا۔ ٹھیک نہیں ہو سکے۔ بہرحال وہ غلام یہ دیکھ کے پھر وہاں سے بھاگ گیا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 161 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2005ء)

لیکن ایک اور روایت بھی ہے اس کے مطابق حضرت مقدادؓ کی وفات دُھنِ الخِرْوَع یعنی کیسٹر آئل پینے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ یہ ابو فائد نے روایت کیاہے۔ حضرت مقدادؓ کی بیٹی کریمہ کہتی ہیں کہ حضرت مقدادؓ کی وفات مدینے سے تین میل کے فاصلے پر جُرُف مقام پر ہوئی۔ وہاں سے ان کی نعش کو لوگوں کے کندھوں پر اٹھا کر مدینے لایا گیا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں انہیں دفن کیا گیا۔ تینتیس ہجری میں حضرت مقدادؓ کی وفات ہوئی تھی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ستر سال یا اس کے قریب تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 87 داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)

اِبنِ بُرَیدَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے چار سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا (ابن ماجہ کی روایت ہے)۔ مختلف وقتوں میں مختلف ہے۔ بہرحال یہ روایت یہی ہے ۔کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ علیؓ ان میں سے ہیں، یہ آپؐ نے تین بار فرمایا اور پھر ابوذرؓ، پھر سلمانؓ اور مقدادؓ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ مقدمہ المؤلف باب فضل سلمان وأبي ذر والمقداد حدیث 149)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات سات نجیب رفقاء دیے گئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ یاآپؐ نے رفقاء کے بجائے نگران کا لفظ استعمال فرمایا تھا لیکن مجھے چودہ عطا کیے گئے ہیں ہم نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک تو میں ہوں یعنی حضرت علیؓ میرے دو بیٹے حسنؓ اور حسینؓ، جعفرؓ، حمزہؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، مصعب بن عمیرؓ، بلالؓ، سلمانؓ ، عمّارؓ، مقدادؓ، حذیفہؓ، ابو ذرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔ یہ سنن ترمذی کی روایت ہے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب ان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ حدیث 3785)

قرآن کریم کی سورۂ انعام کی آیت ہے کہ

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ ؕ مَا عَلَیۡکَ مِنۡ حِسَابِہِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ وَّمَا مِنۡ حِسَابِکَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَتَطۡرُدَہُمۡ فَتَکُوۡنَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ۔ (الانعام:53)

اور تو ان لوگوں کو نہ دھتکار جو اپنے رب کو اس کی رضا چاہتے ہوئے صبح بھی پکارتے ہیں اور شام کو بھی۔ تیرے ذمہ ان کا کچھ بھی حساب نہیں اور نہ ہی تیرا کچھ حساب ان کے ذمہ ہے۔

پس اگر پھر بھی تو انہیں دھتکار دے گا تو تو ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

حضرت سعد اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ یہ بھی ابن ماجہ کی روایت ہے کہ یہ آیت چھ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی کہ میں خود یعنی حضرت سعدؓ، ابن مسعودؓ، صہیبؓ، عمارؓ، مقدادؓ اور بلالؓ۔

حضرت سعدؓ نے کہا کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ ان لوگوں کے تابع ہوں۔ پس تُو انہیں اپنے پاس سے دھتکار دے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں وہ بات داخل ہوئی جو اللہ نے چاہاکہ داخل ہو تو اللہ عزّ وجل نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ (الانعام: 53)

اور تُو ان لوگوں کو نہ دھتکار جو اپنے رب کو اس کی رضا چاہتے ہوئے صبح بھی پکارتے ہیں اور شام کو بھی۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب مجالسۃ الفقراء حدیث 4128)

بہرحال اس آیت کی وجہ جو بھی تھی لیکن یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت مقدادؓ پہلے صحابی تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں گھوڑے پر لڑائی میں حصہ لیا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 160 المقداد بن الاسود دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2005ء)

یہ بھی تھوڑا سا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت مقدادؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک روز قضائے حاجت کے لیے بقیع کی طرف گئے جو قبرستان ہے۔ لوگ اس وقت دو تین روز بعد قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور وہ قضائے حاجت کے لیے ایک ویرانے میں داخل ہوئے اور اس دوران میں کیونکہ کھانا بہت کم ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ پاخانہ بھی اونٹ کی مینگنیوں کی طرح ہوتا تھا اور اس دوران میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے ایک چوہا دیکھا جس نے بِل میں سے ایک دینار نکالا۔ پھر اندر گیا اور ایک اَور دینار نکالا حتیٰ کہ اس نے سترہ دینار نکالے۔ اس کے بعد ایک سرخ رنگ کا کپڑا نکالا۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کپڑے کو کھینچا تو اس میں ایک دینار پایا اس طرح اٹھارہ دینار ہو گئے۔ پھر میں ان کو لے کر نکلا اور انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو ساری بات بتائی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا صدقہ لے لیجیے۔ آپؐ نے فرمایا اس کا کوئی صدقہ نہیں ہے۔ انہیں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان میں تمہارے لیے برکت ڈال دے۔ پھر آپؐ نے فرمایا شاید تم نے اس سوراخ میں ہاتھ ڈالا ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ذریعہ عزت بخشی ہے! کہ میں نے ہاتھ نہیں ڈالا تھا بلکہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرے لیے انتظام کر دیا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اللقطۃ باب اِلۡتِقَاطُ مَا اَخۡرَجَ الۡجُرَذُ حدیث 2508)

جُبَیر بن نُفَیر روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت مقدادؓ کے ساتھ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی گزرا اور اس نے کہا کیا ہی مبارک آنکھیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔ اللہ کی قسم! ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم بھی دیکھتے جو آپؐ نے دیکھا ہے۔ صحابہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو آپ لوگوں نے دیکھا ہے اور ہم بھی اس کا مشاہدہ کرتے جس کا آپ نے مشاہدہ کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت مقدادؓ غصہ میں آ گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ اس شخص نے تو محض خیر کی بات کی ہے ۔حضرت مقدادؓ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا کہ اس شخص کو کون سی چیز اس زمانے میں حاضر ہونے کی تمنا پر مجبور کر رہی ہے جس سے اللہ نے اسے غائب رکھا۔ پھر کہنے لگے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اگر یہ اس وقت ہوتا تو کس مقام پر ہوتا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو ایسے لوگوں نے بھی پایا جنہیں اللہ نے اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا اور نہ ہی آپؐ کی تصدیق کی۔ اب یہ جو کہہ رہا ہے کہ کیا پتا اس وقت اس کی قسمت میں کیا تھا۔ اگر تصدیق نہ کرتا تو پھر دوزخ میں جاتا۔

پھر آگے کہنے لگے کہ تم اللہ کی حمد کیوں نہیں کرتے کہ اس نے تمہیں ایسے وقت میں پیدا کیا جس میں تم صرف اپنے رب کو پہچاننے والے ہو۔ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے۔ اپنے رب کو پہچانتے ہو۔ رسولؐ پر ایمان لاتے ہو اور اپنے نبیؐ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنے والے ہو اور اللہ نے دوسروں کے ذریعہ تمہیں آزمائشوں سے بچا لیا۔ پہلے لوگ تھے یا اس زمانے کے دوسرے لوگ تھے آزمائشوں میں سے گزرے ۔تمہیں اللہ نے ان آزمائشوں سے بچا لیا ہے۔ تم اس پر خدا کا شکر ادا کرو۔ پھر کہنے لگے کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلیت کے زمانے میں بھیجا اور فترۃ وحی کے زمانے میں جو کسی بھی نبی کی بعثت کے زمانے سے سب سے زیادہ سخت زمانہ تھا یعنی وہ زمانہ جب ایک لمبا عرصہ کے بعد نزول ہوا ۔ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کے درمیان جو وقفہ ہے اس میں وحی نہیں ہوتی یا اس سے ایک لمبا عرصہ تھا جو ایک نبی اور دوسرے نبی کے درمیان کا ہوتا ہے اور اس میں انبیاء کی وحی نہیں ہوتی۔ اس لفظ کو فترۃ کہتے ہیں۔ تو کہتے ہیں جو لمبا عرصہ تھا جس میں وحی نہیں ہوئی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے وہ زمانہ بڑا لمبا تھا جس میں شرک بھی پھیل گیا۔ پھر آپؓ نے کہا کہ یہ بڑا سخت زمانہ تھا۔ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور اس سے افضل کسی کو نہیں مانتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرقان کے ساتھ مبعوث ہوئے جس نے حق و باطل میں فرق کر دیا اور والد اور بیٹے کے درمیان فرق کر دیا حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے والد، بیٹے یا بھائی کو کافر سمجھتا تھا جبکہ اللہ نے اس کے دل کا تالا ایمان کے لیے کھول دیا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ کفر کی حالت میں مر گیا تو دوزخ میں جائے گا ۔ اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوتی تھیں جب اسے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا محبوب جہنم میں رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسلام جو انہوں نے قبول کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا تو وہ اپنے رشتہ داروں کے بارے میں فکرمند رہتے تھے اور پتا تھا کہ قبول نہیں کریں گے۔ اگر مخالفت کریں گے تو جہنم میں جائیں گے اور اس کے لیے پھر کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ (الفرقان:75)

کہ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 890حدیث المقداد بن الاسود حدیث نمبر24311 ،عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء)

تو پس یہ دعا ہے جو ہمیشہ کرنی چاہیے تا کہ نسلوں میں بھی دین قائم رہے۔ اور اللہ کا جو فضل ہوا ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی جو اونچی آواز میں تلاوت کر رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خشیت الٰہی رکھنے والا انسان ہے۔ وہ حضرت مقداد بن عمروؓ تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 4 صفحہ 44 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2002ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے اندر خشیت بھی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 13دسمبر 2019ء)

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline Face book:alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

خدمت خلق کے میدان میں
جماعت احمدیہ بینن کے لئے حکومت کی طرف سے اعزاز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا بھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن ”مرا مطلوب ومقصود و تمنا خدمت خلق است“کو اپناتے ہوئے باوجود مصائب اور تنگیوں کے خدمت خلق کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتی جارہی ہے۔بینن میں جماعت کی اسی شعبہ میں غیر معمولی خدمات کے پیش نظر حکومت بینن کی طرف سے جماعت احمدیہ بینن کومؤرخہ 23نومبر 2019ء کو آسکر ایوارڈ دیا گیا ہے۔

اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ گذشتہ کئی سال سے خدمتِ انسانیت کے جذبہ سے سرشار ہوکر جماعت کی جانب سے پورے ملک میں منعقد کئے جانے والے رفاہی کاموں کو ناصرف عوام بلکہ میڈیا اور حکومتی حلقوں میں بھی سراہا جاتا ہے ۔جماعت کے انہی رفاہی کاموں کی وجہ سے حکومت نے جماعت احمدیہ بینن کو اعزاز سے نوازنے کا فیصلہ کیا ۔

یہ اعزاز حکومت بینن کی جانب سے گزشتہ ایک دہائی سے ملک میں کام کرنے والی تنظیموں میں سے صرف ایسی تنظیموں کو دیا جاتا ہے جن کی طرف سے بینن کی عوام کی غیر معمولی خدمت کی گئی ہو۔چنانچہ امسال مؤرخہ 23نومبر 2019ء کی شام Azalai Hotel Cotonou میں ایک پروقار تقریب میں جماعت احمدیہ بینن کی غیر معمولی ملکی خدمات کے پیش نظربینن کے وفاقی وزیر برائے سیاحت، کلچر اورآرٹ جناب جون مائیکل ابمبولا(Jean Michel ABIMBOLA) کی موجودگی میں صدر آسکر کمیٹی بینن جناب پروفیسر سونانوتولیبا(SOUNANOU Toleba) کے ہاتھوں یہ ایوارڈامیراحمدیہ بینن مکرم رانا فاروق احمد نے وصول کیا۔

تقریب کے آخر میں وفاقی وزیر برائے سیاحت، کلچر اورآرٹ (مہمان ِ خصوصی)نے جماعت احمدیہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور امیر صاحب بینن کو مبارکباد پیش کی۔اس موقع پر امیر صاحب بینن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آپؑ نے اپنے پیارے حبیب اور آقا و مطاع محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جہاں انسان کا اس کے خالق سے تعلق مضبوط کرنے کی تلقین کی ،وہیں انسانیت کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ۔ اسی لئے جماعت احمدیہ اپنا مذہبی فریضہ ادا کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کرتی ہے اور اس کیلئے کسی اجر یا شکریہ کی متمنی نہیں ہوتی ۔جماعت احمدیہ کے افراد اپنے اموال میں سے ایک حصہ انسانیت کی خدمت کیلئے ماہوار ادا کرتے ہیں جس سے بینن میں اور اسی طرح پوری دنیا میں خدمت خلق کے کام کئے جاتے ہیں ۔ اس کے بعد آپ نے ملک کی ترقی کیلئے جماعت احمدیہ کی طرف سے مختلف کاموں کو مسلسل جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا ۔

اس پروگرام میں سیاستدانوں ،مختلف NGO’s کے نمائندوں اور مختلف شعبہ جات کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی ۔

اس تقریب کی کارروائی کی ملک کے طول و عرض میں بذریعہ ریڈیو، T.V اور اخبارات کے ذریعہ تشہیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ بینن کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔آمین(رپورٹ:مرزا فرحان احمد بیگ)

****

بقیہ از صفحہ 1۔خلاصہ خطبہ جمعہ

انہوں نے حضرت مقدادؓ کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور یہ دونوں ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے۔ حضور انور نے حضرت عتبہؓ بن غزوان اور حضرت مقدادؓ بن اسود دونوں کی مدینہ کی طرف ہجرت کا واقعہ بیان فرمایا۔ حضور انور نے حضرت مرزا بشیر احمدؓ کی تحریر سے جہاد بالسیف کا آغاز اور آنحضرت ﷺ کی مدافعانہ کارروائیوں اور کفار کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے جو ابتداءً چار تدابیراختیار کیں ، ان کا تذکرہ فرمایا۔پھر فرمایا : حضرت عتبہؓ بن غزوان اور ان کے آزاد کردہ غلام خباب نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو قبا کے مقام پر انہوں نے حضرت عبداللہ بن سلمیٰ عجلانیؓ کے ہاں قیام کیا اور جب حضرت عتبہؓ مدینہ پہنچے تو انہوں نے حضرت عباد بن بشرؓ کے ہاں قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عتبہؓ بن غزوان اور حضرت ابودجانہؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ حضرت عتبہ بن غزوانؓ کے حوالے سے کچھ اور بھی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا آئندہ ذکر کروں گا۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے اجراء کا اعلان

حضور انور نے روزنامہ الفضل لندن آن لائن ایڈیشن کی ویب سائٹ شروع کرنے کا اعلان کرتے ہوئےفرمایا : الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار الفضلروزنامہ آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دُعاؤں کے ساتھ 18جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا،پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اُردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13 دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج انشاء اللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ Alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے ۔یہاں ہماری مرکزی ٹیم جو ہے آئی ٹی کی، انہوں نے بڑا کام کیا ہے اس کے لئے۔ اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمانِ رسول ﷺ کے تحت احادیث نبوی بھی ہوں گی ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر (Twitter)پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ کا ایپ بھی بن گیا ہے۔ سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اب یہ کیونکہ روزانہ شروع ہو گیا ہے اُردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہئے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات اس کے لئے اپنی قلمی معاونت بھی کریں تا کہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکے گا۔ جو پرنٹ کی شکل میں بھی پڑھنا چاہیں وہ پڑھ سکتے ہیں۔ بہرحال اس کا آج انشاء اللہ آغاز ہو جائے گا اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبہ کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا ،تو انشاء اللہ جمعہ کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔

حضور انور نے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیرینہ اور مخلص صحابی حضرت میر حسام الدینؓ سیالکوٹ کی پڑپوتی اور حضرت سید میر حامد شاہؓ کی پوتی اور مکرمہ سیدہ تنویرالسلام اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد مرحوم اور اسی طرح سسٹر حاجہ شکورہ نوریہ امریکہ کی وفات پران کا ذکر خیر کیا اور جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا۔نیز نماز جمعہ کے بعد ان مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔